بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ **الفضل** ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

خطبہ نمبر ۵۲

فورم ۴۴۹

جلد ۷۲/۳۷ | منگلوار ۶ صفر المظفر ۱۴۰۴ھ ۲۲ نبوت ۱۳۶۲ ہش ۲۲ نومبر ۱۹۸۳ء | نمبر ۲۶۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع:

مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۸۳ء

"سر درد کی وجہ سے طبیعت ناساز ہے اور کمزوری بہت ہے۔"

احباب کرام توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین!

خطبہ جمعہ

آج کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اور آسٹریلیا کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت کا دن ہے

ہم اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرتے ہوئے آج پہلی احمدیہ مسجد اور مشن ہاؤس کی بنیاد رکھیں گے

اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کے وقت سے آپ سب احمدیوں کی جو آسٹریلیا میں آباد ہیں ذمہ داری غیر معمولی طور پر بڑھ گئی ہے:

اب آپ ہی یہاں خدا کے نمائندہ ہیں۔ آپ ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا کی عبادت کا حق ادا کرنا اور عبادت کو قائم رکھنا ہے:

اللہ تعالیٰ اس مسجد کو ایسے لوگوں سے آباد کرے جن پر خدا کے پیار کی نظریں پڑتی ہیں اور یہ آبادی بڑھتی رہے اور جلد وہ وقت آئے جب یہ مسجد آپ کو چھوٹی نظر آنے لگے (آمین)

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بتاریخ ۳۰ تبوک ۱۳۶۲ ہش مطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۸۳ء بمقام سڈنی (آسٹریلیا)

مرتبہ: مکرم یوسف سلیم ملک صاحب ایم اے۔ انچارج صیغہ زود نویسی: ربوہ

(نوٹ: یہ خطبہ جمعہ صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر احباب جماعت کی خدمت پیش کر رہا ہے)

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

"آج کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اور آسٹریلیا کی تاریخ میں

ایک خاص اہمیت کا دن

ہے کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرتے ہوئے آج انشاء اللہ تعالیٰ یہاں پہلی احمدیہ مسجد اور احمدیہ مشن ہاؤس کی بنیاد رکھیں گے۔

یہ دن جہاں بے حد برکتوں کا حامل دن ہے اللہ تعالیٰ کے بہت سے فضل اس دن نازل ہوں گے اور ان کے اثرات خدا تعالیٰ کے فضل ہی کے ساتھ بہت دیر تک ہم دیکھتے رہیں گے وہاں اس کے ساتھ ہی یہ دن بہت سی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلاتا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ وہ احمدی جو آسٹریلیا کو اپنا وطن بنا چکے ہیں ان پر بہت سی ذمہ داریاں عائد ہونے والی ہیں ان کو قبول کرنے کے لئے آسٹریلین احمدی دوستوں کو پوری طرح تیار ہو جانا چاہیئے۔

آسٹریلیا ایک ایسا ملک ہے جس میں دہریت اور مادہ پرستی یورپ کے بہت سے دوسرے ملکوں سے بھی زیادہ ہے۔ شاید مشرق میں رہتے ہوئے یہاں کے لوگوں میں یہ احساس کمتری پیدا ہو گیا کہ جب تک ہم دنیا پرستی میں سب سے آگے نہیں نکلیں گے اس وقت تک اس غلط فہمی سے بچ نہیں سکتے کہ ہم مشرقی لوگ نہیں۔ اس لئے ہر وہ قدر جو انسان کو خدا سے دور لے جاتی ہے، ہر وہ رجحان جس سے روحانیت کا انکار ہوتا ہے وہ اس قوم میں پایا جاتا ہے۔ یہاں آنے سے پہلے مجھے اس کا اتنا گہرائی کے ساتھ اندازہ نہیں تھا۔ جتنا اب ہوا ہے۔ چنانچہ یہاں آکر ان کا معاشرہ دیکھا۔ ان سے گفتگو کا موقع ملا تو مجھے یہ معلوم

رجسٹرڈ نمبر ایل: ۵۲۵۴، پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: سید عبدالحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت: دفتر روزنامہ الفضل دارالرحمت غربی ربوہ، قیمت ۵۰ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوا کہ دنیا کے کسی ملک میں بھی سوائے سکینڈے نیوین میں سے بعض ملکوں کے اتنی زیادہ دہریت اور مادہ پرستی نہیں پائی جاتی۔

اس ملک میں جو احمدی موجود ہیں ان کی بھی بڑی کسمپرسی کی حالت ہے۔ مرکز سے دوری، احمدیہ مشن کا نہ ہونا اور تعداد کی کمی۔ یہ سارے ایسے محرکات ہیں جنہوں نے اُن پر بد اثر ڈالا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کے باوجود خدا تعالیٰ کے فضل سے یہاں ایسے مخلصین موجود ہیں، مرد بھی اور عورتیں بھی، جنہوں نے یہ عزم کر رکھا ہے کہ وہ ہر قیمت پر اس معاشرہ پر غالب آئیں گے۔ اور اُن کے کردار میں خدا تعالیٰ کے فضل سے زندگی کے آثار نظر آتے ہیں لیکن بالعموم یہ کہنا درست ہے کہ جماعت کو اس ملک میں جس شان کے ساتھ دیکھنے کی میں توقع رکھتا ہوں وہ پوری نہیں ہوئی۔

امرِ واقعہ یہ ہے

کہ ان حالات میں دو قسم کے ہی ردِّ عمل ہو سکتے تھے اور ہو سکتے ہیں۔ ایک ردِّ عمل ہے حد سے زیادہ دہریت اور مادہ پرستی کے سمندر میں ڈوب کر اس سے مرعوب ہو جانے کا اور رفتہ رفتہ ان قدروں سے دور چلے جانے کا جن کو لے کر ہم اپنے ملکوں سے یہاں آئے تھے۔ اور دوسرا ردِّ عمل ہے اس کے مقابل پر اور زیادہ سختی اختیار کرنے کا، بے چینی محسوس کرنے کا، فکر محسوس کرنے کا اور وہ رستے تلاش کرنے کا۔ جن پر چل کر ہم ان کے بد اثرات سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ یہ دوسرا ردِّ عمل جس قوت کے ساتھ نظر آنا چاہیئے تھا اُس قوت سے یہاں نظر نہیں آرہا۔

امرِ واقعہ یہ ہے کہ قانونِ قدرت کو بھلا کر دنیا کی کوئی قوم بھی درحقیقت زندہ نہیں رہ سکتی۔ قانونِ قدرت کو نظر انداز کر کے دنیا کی کوئی چیز بھی غالب آنے کا دعویٰ ہی نہیں کر سکتی کجا یہ کہ وہ زندہ رہ سکے۔ انسانوں کی زندگی کو دیکھئے یا حیوانوں کی زندگی کو دیکھئے وہ اپنے ماحول سے متاثر ہوتے ہیں اور ہمیشہ دو طرح سے متاثر ہوتے ہیں۔ بعض حیوانات کو مخالف حالات مٹا دیتے ہیں اور نابود کر دیتے ہیں۔ بعض حیوانات میں ایک ردِّ عمل پیدا ہوتا ہے اور وہ ان حالات پر غالب آنے کی کوشش کرتے ہیں اور قانونِ قدرت انہیں وہ نئے وسائل عطا کر دیتا ہے، نئے ذرائع انہیں میسر آجاتے ہیں جن سے وہ پیش آمدہ حالات کا بہتر رنگ میں مقابلہ کر سکتے ہیں۔ یہی ہے خلاصہ اس سارے انسانی یا حیوانی ارتقاء کا جس میں زندگی کی موت کے ساتھ ایک مسلسل جدوجہد نظر آتی ہے اور دو ہی طرح کے ردِّ عمل ظاہر ہوتے ہیں، تیسرا ردِّ عمل ہمیں کوئی نظر نہیں آتا یا تو یہ نظر آتا ہے کہ زندگی نے غیر معمولی کوشش کی اور موت پر غالب آگئی اور یا پھر زندگی موت کا شکار ہو گئی۔ اور یہی وہ دو ردِّ عمل ہیں جو انسانی نظریات کی جنگ میں ہمیں نظر آتے ہیں۔

پس جب احمدی دوست اس دور دراز برِّ اعظم میں آئے اور یہاں رہنے کا فیصلہ کیا تو ان کو کھل کر یہ بات نظر آنی چاہیئے تھی کہ اگر انھوں نے

غیر معمولی جدّوجہد

کے بغیر یہاں رہنے کا فیصلہ کیا ہے تو پھر اس بات پر بھی ان کو تیار ہو جانا چاہیئے کہ وہ اگلی نسلوں کو اپنے ہاتھ سے کھو دیں گے اور رفتہ رفتہ اسی ماحول کا شکار ہو کر انہی لوگوں میں سے ہو کر رہ جائیں گے یا اس کے برعکس انہیں عام حالات کی نسبت زیادہ ذمہ داری، زیادہ کوشش اور زیادہ جدّوجہد کے ساتھ زندہ رہنا ہوگا۔ گرمی کا موسم ہو تو انسان کا گزارہ عام کپڑوں میں ہو جاتا ہے۔ گرمی کے موسم میں بغیر کپڑوں کے بھی انسان اپنے جسم کی حرارت کو محفوظ رکھ سکتا ہے بلکہ وہ یہ کوشش کرتا ہے کہ یہ حرارت کسی اور ذریعہ سے جسم سے نکلنی شروع ہو جائے تاکہ گرمی کا احساس کم ہو۔ لیکن اگر آپ SOUTH- یا NORTH POLE (قطب شمالی یا قطب جنوبی) کے برفانی علاقوں میں چلے جائیں تو ننگے جسم کا تو سوال کیا عام سردیوں کے موسم میں بھی جو کپڑے پہنے جاتے ہیں وہ کافی نہیں ہوا کرتے۔ وہاں زندگی کی جدوجہد کے لئے کچھ مزید چیزوں کی تلاش کرنی پڑتی ہے۔ اندرونی طور پر گرمی پیدا کرنے کے لئے خاص غذاؤں کی ضرورت پڑتی ہے، بیرونی طور پر موسم سے حفاظت کے لئے غیر معمولی لباس کی ضروریات پڑتی ہے۔ میری مراد یہ ہے کہ موسم میں جتنی زیادہ خشکی پیدا ہو اتنی ہی جدوجہد بھی زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ اگر ایسا نہیں کریں گے تو پھر زندگی کی توقع لے کر بیٹھنا محض حماقت ہے۔

پس جتنا زیادہ دہریانہ ماحول ہو، جتنی زیادہ دنیا پرستی ہو اتنا ہی احمدی کو کسی لباس کی تلاش کرنی چاہیئے۔ اس لباس کے بغیر وہ اس ماحول کی موت کی سردی سے بچ نہیں سکتا۔ وہ کونسا لباس ہے جو اس کو بچا سکتا ہے؟ قرآن کریم نے اس لباس کا نام لیا اور فرمایا:-

"وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ" (الاعراف آیت: ۲۷)

ایک ہی لباس ہے اور وہ

تقویٰ کا لباس

ہے جو مادہ پرستی کے سرد خانوں میں بھی آپ کو زندگی کی ضمانت دے سکتا ہے۔ دنیا کے پردے پر آپ کہیں بھی چلے جائیں وہ آپ کی حفاظت کرے گا اور آپ کو دنیا کے ہر شر سے محفوظ رکھے گا۔ اور لباسُ التقویٰ ہی ہے جو کبھی انسان کا لباس بنتا ہے اور کبھی اس کے لئے زادِ راہ بن جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اسی تقویٰ کو زادِ راہ بنا کر بھی دکھایا اور فرمایا۔ تم تقویٰ کی زاد کو پکڑو۔ یہی زادِ راہ ہے جو تمہارے کام آسکے گا۔ یہ تقویٰ ہی ہے جو آپ کی حفاظت کیلئے اندرونی غذا کا کام بھی دیتا ہے اور آپ کی حفاظت کیلئے بیرونی لباس کا بھی۔ اور جتنا زیادہ ماحول مخالف ہو اتنا ہی زیادہ تقویٰ کی تلاش ہونی چاہیئے۔

یہ کیا چیز ہے؟ تقویٰ کس کو کہتے ہیں؟ تقویٰ کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان ہر فعل میں اور ہر سوچ میں اللہ کی طرف نگاہ ڈالنی سیکھ جائے اور یہ سوچنا شروع کرے کہ میں خدا کی خاطر زندہ ہوں۔ تقویٰ کا ایک معنی خوف بھی ہے تقویٰ کا معنی ڈر بھی ہے۔ لیکن وہ ڈر نہیں جو کسی جانور یا سانپ یا بچھو سے ہوتا ہے بلکہ تقویٰ ایسے خوف کو کہتے ہیں جو محبت کرنیوالے کے پیار کو کھو دینے کا ڈر ہوتا ہے۔ ہمیشہ یہ خطرہ دامن گیر ہو کہ میں کوئی ایسا فعل نہ کروں، میری سوچ کوئی ایسی راہ اختیار نہ کرے کہ جس سے میرا پیارا اور محبوب خدا مجھ سے ناراض ہو جائے۔ اس کا نام تقویٰ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم یہ طرزِ فکر اختیار کرو گے تو دنیا کے پردہ پر جہاں بھی تم جاؤ گے یہ طرزِ فکر تمہاری زندگی کی حفاظت کرے گی، تمہارا لباس بھی بن جائے گی، تمہاری خوراک بھی ہو جائیگی۔ اور پھر تم کسی غیر اللہ کے شر سے خوف کھانے کی فکر میں مبتلا نہیں ہو سکتے کبھی غیر کے شر کے خوف میں مبتلا نہیں ہو سکتے کیونکہ خدا کا خوف ہر دوسرے خوف پر غالب آجاتا ہے تو گویا قرآن کریم کے نزدیک اگر تم چاہتے ہو کہ بخوف زندگی بسر کرو تو صرف ایک راہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ کا خوف اختیار کرو

اس کی رضا سے دور جانے سے ڈرو۔ اس پہلو پر میں کچھ مزید مختصر سی روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔

منہ سے یہ کہدینا کہ تقویٰ خدا کی محبت کا نام ہے، تقویٰ خدا کی محبت کے کھو دینے کے ڈر کا نام ہے، انسان ہر وقت یہ خیال رکھے کہ میں اللہ کی راہ پر قائم رہوں اور خدا مجھ سے ناراض نہ ہو یہ منہ سے کہدینا بظاہر آسان بات ہے لیکن عملی زندگی میں ہر روز اس قسم کے امتحانات پیش آتے ہیں کہ ہر انسان اگر ہوش کے ساتھ زندہ رہے تو وہ یہ محسوس کر سکتا ہے کہ میرا عقیدہ اور ہے اور میرا عمل اور ہے، میرا دعویٰ اور ہے اور وہ زندگی جو میں نے اختیار کر لی ہے وہ اور ہے۔ ہر روز آپ کے لئے ایسے مواقع پیش آتے ہیں، مردوں کیلئے بھی اور عورتوں کیلئے بھی، جہاں آپ خدا کی محبت کے کھو دینے کی نسبت اُن لوگوں کی محبت کے کھو دینے کے خوف سے مغلوب ہو جاتے ہیں جن میں آپ رہ رہے ہوتے ہیں ان کے تاثرات جو آپ کے متعلق ہوں گے وہ آپ کی زندگی کے نقشے بنا رہے ہوتے ہیں اور دماغ میں یہ ہوتا ہے کہ خدا کا تصور ہماری زندگی کا نقشہ بنا رہا ہے آپ اپنے ماحول سے ڈرتے ہیں، اپنے ماحول کی باتوں سے خوف کھاتے ہیں، یہ ہمت نہیں پاتے کہ ماحول کے مخالف کوئی طرزِ زندگی اختیار کر سکیں اور سر اونچا کر کے اُن لوگوں میں چل سکیں۔ ہمیشہ یہ خوف دامنگیر رہتا ہے، مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی، کہ اگر ہم نے یہ کیا تو یہ لوگ کیا کہیں گے۔ ہمارے متعلق کیا سمجھیں گے۔ اگر ہم نے اسلامی لباس پہنا تو ان کو کیا محسوس ہوگا۔ اگر یہ لوگ ننگے پھر رہے ہوں اور ہماری عورتوں نے برقعے اوڑھ لئے تو یہ ہمارے متعلق کیا سمجھیں گے کہ کون سی بلائیں آگئی ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حقیقت یہ ہے کہ

یہ وہ پہلا خوف ہے

جو تقویٰ کے مقابل پر انسانی زندگی میں راہ پاتا ہے اور مذہبی معاشروں کو تباہ کر دیا کرتا ہے (جسطرح ایک تقویٰ خدا کا خوف ہے اسی طرح ایک تقویٰ دُنیا کا خوف بھی ہوا کرتا ہے اور ان دونوں کے درمیان وہ جنگ ہے جو ہمیشہ جاری رہتی ہے اور ہمیشہ جاری رہے گی۔ تاہم کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو یہ فیصلہ کر لیتے ہیں کہ اللہ کی رضا کھو دینے کا خوف بہرحال ہماری زندگی پر غالب رہے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دُنیا کے خوف سے بچائے جاتے ہیں اور کچھ وہ لوگ ہیں جن پر دنیا کی رضا کھو دینے کا خوف ہمیشہ غالب رہتا ہے۔ وہ بظاہر نیک بھی ہوں، بظاہر نمازیں پڑھنے والے بھی ہوں، بظاہر اعمال میں بڑے صاف دکھائی دیں اور لوگ اُن پر اعتراض نہ کر سکیں لیکن عملاً وہ بازی ہار چکے ہوتے ہیں کیونکہ اصل لڑائی نظریات کی دنیا میں ہوا کرتی ہے۔ پس یہ دو قسم کے خوف ہیں جن کے درمیان جدوجہد ہمیشہ سے جاری ہے اور ہمیشہ جاری رہے گی۔ وہی آزاد مرد ہے جو دنیا کے خوف سے آزاد ہوتا ہے۔ جو دُنیا کے خوف سے آزاد نہیں ہوتا وہ ہرگز آزاد نہیں۔ اس نے آج نہیں تو کل لازماً دنیا کی غلامی اختیار کرنی ہے) اس لئے میں دوستوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے نفسوں کو دنیا کی آلائشوں سے آزاد کریں اور اپنے دلوں میں خدا کا خوف پیدا کریں اور خدا کے خوف کو اپنے اوپر غالب کر لیں۔ اللہ کے پیار اور محبت کو اس طرح اپنی غذا اور اوڑھنا بچھونا بنا لیں کہ غیر اللہ اس میں داخل نہ ہو سکیں اسی کا نام تقویٰ ہے، اسی کا نام توحید ہے، اسی کا نام زندگی ہے، اسی کا نام

انسانی ضمیر کی آزادی

ہے۔ گو اسلامی اصطلاحوں میں ان چیزوں کے مختلف نام ہیں لیکن حقیقت ایک ہی رہتی ہے۔

پس احمدیوں کیلئے بہت ہی اہم اور بنیادی حقیقت یہ ہے کہ وہ اس دنیا کے رُعب سے آزاد ہو جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اولاد کیلئے جو دعائیں کیں ان میں ایک چھوٹے سے مصرعے میں بہت ہی پیاری بات فرمائی۔ آپ نے فرمایا

نہ آوے ان کے گھر تک رعبِ دجّال

کہ اے خدا میں یہ دعا کرتا ہوں کہ ان کے گھروں میں دجّال کا رعب داخل نہ ہو۔ کیونکہ ہمیشہ قومیں رُعب سے مار کھایا کرتی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے فتح کا نسخہ عطا فرمایا اس میں بھی رُعب کا لفظ استعمال فرمایا۔

فرمایا:

نُصِرتُ بالرُّعب

کہ اے مسیح! تو دنیا میں یہ اعلان کر سکتا ہے کہ مجھے بھی ایک رعب عطا کیا گیا ہے اور میں اس رعب کے ذریعہ سے دنیا پر غالب آؤں گا۔

پس احمدی اگر اپنے معاشرہ میں اپنا رُعب نہیں رکھتے اگر اُن کو یہ یقین نہیں ہے کہ ہم ایک زندہ معاشرہ سے تعلق رکھتے ہیں جو دنیا پر غالب آنیوالا ہے، اگر وہ پوری طرح پُراعتماد نہیں ہیں کہ جن قدروں کو لے کر ہم چل رہے ہیں یہ اچھی اور بہتر قدریں ہیں اور دنیا کی قدروں سے بہت بالا ہیں تو اگر وہ یہ نہیں کر سکتے تو وہیں وہ بازی ہار دیتے ہیں۔ پھر لاشے پھرتے ہیں اور خالی جسم نظر آتے ہیں۔ آج نہیں تو کل دن بدن اُن پر موت کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو جائیں گے۔ اس لئے اس بات کی طرف

میں بار بار توجہ دلاتا ہوں

کہ آپ اپنے نفسوں کی فکر کریں، اپنی طرز فکر کی فکر کریں۔ یہ ایک لمحہ آپکی زندگی کے فیصلہ کا آپ کو زندوں میں بھی داخل کر سکتا ہے اور غلط فیصلہ کے نتیجہ میں مُردوں میں بھی داخل کر سکتا ہے۔ آپ کو یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ ہم کس کی خاطر جئیں گے۔ کیا ہم اس بات کی خاطر جئیں گے کہ ہمارا خدا ہم سے راضی رہے یا اس بات کی خاطر جئیں گے کہ جہاں ہم جائیں وہاں کے لوگ ہم سے راضی رہیں اس دوسری قسم کی سوچ کے لوگ پھر بہروپیے بن جاتے ہیں، جہاں گئے وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ جس قوم میں داخل ہوئے ویسے بن گئے۔ جب یہ لوگ واپس اپنے معاشرہ میں آتے ہیں تو رفتہ رفتہ نیک بھی نظر آنے لگ جاتے ہیں، ان کے رنگ بدلتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ کہیں کے بھی نہیں ہوتے۔ کیونکہ ان کے اندر ایک بنیادی کمزوری ہوتی ہے۔ ان کے اندر کوئی کردار نہیں ہوتا وہ ایسے ماحول میں جائیں گے جہاں قدامت پرستی ہے تو قدامت پرست بھی بن جائیں گے۔ کسی دوسرے ماحول میں جائیں گے تو ویسے بن جائیں گے اور یہ طرزِ زندگی جو بغیر کردار کے ہوتی ہے اور بغیر عظمت کے ہوتی ہے اسلامی اصطلاح میں منافقت کہلاتی ہے لَا اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ نہ وہ اِدھر کے رہتے ہیں اور نہ وہ اُدھر کے رہتے ہیں۔

وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِھِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَکُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَھْزِءُوْنَ

(بقرہ آیت ۱۵)

جب وہ ان لوگوں سے ملتے ہیں یا ان کے معاشرہ میں چلے جاتے ہیں جو ایمان لانیوالے ہیں تو کہتے ہیں دیکھو! ہم تو ایمان لانیوالے ہیں، وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِھِمْ جب وہ اپنے شیطین کی طرف جاتے ہیں جو ان کے دلوں میں بُرے خیالات ڈالتے اور بداعمالیوں کی طرف متوجہ کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو تمہارے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں، تم خواہ مخواہ ہمیں قدامت پسند سمجھ رہے ہو اور پُرانے زمانوں کے لوگ کہہ رہے ہو، ہم میں اور تم میں تو کوئی فرق نہیں۔

یہ وہ رُوح ہے جس کا قرآن کریم نے کھلا کھلا تجزیہ کیا ہے۔ کیسی عظیم کتاب ہے کہ جس کی نظر سے کوئی

باریک سے باریک روحانی بیماری

بھی چھپی ہوئی نہیں۔

اور پھر ان کا علاج بتاتی ہے اور اس کا علاج صرف اور صرف ایک ہی ہے کہ خدا سے تعلق پیدا کرو۔ مذہبی بیماریوں کا اس کے سوا اور کوئی علاج نہیں۔ یہ ہر علاج کا مرکزی نقطہ ہے۔ زندگی کے چشمہ سے تعلق پیدا نہیں ہو گا، تو بیماریوں کا مقابلہ کیسے ہو سکے گا، توانائی کیسے آئے گی۔ اس لئے اللہ سے تعلق ہے جو دراصل آپ کا علاج ہے۔ اللہ تعالیٰ سے پیار اور ایسا ذاتی اور قطعی تعلق پیدا کیا جائے کہ جس کے مقابل پر دنیا بالکل حقیر اور بے معنی اور بے حقیقت نظر آنے لگے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کے دل میں اللہ کا وہ پیار تھا اور پھر ساتھ عظمت کردار بھی تھی۔ وہ لباس پہنا کرتے تھے۔ ہر قسم کا لباس پہن لیتے تھے لیکن لباس ان کا غلام رہتا تھا وہ لباس کے کبھی غلام نہیں بنے کھانے اچھے بھی کھاتے تھے، اچھی جگہوں پر بھی رہتے تھے۔ لیکن ہمیشہ ان چیزوں سے آزاد رہے اور وہ چیزیں ان کی غلام بنی رہیں۔ اس لئے کہ خدا کے تعلق اور محبت نے ان کو ان چیزوں سے بے نیاز کر دیا تھا۔ وہ انگلستان بھی پہنچے تو وہاں بھی آزاد مردوں کی طرح پہنچے۔ حقیقت یہ ہے کہ نقال قومیں دراصل زندہ رہا ہی نہیں کرتیں، ان کی زندگی کی حقیقت کوئی نہیں، یوں ہی دکھاوا ہے اور آزاد قومیں دنیا کی چیزوں اور اس کے ماحول سے بے نیاز ہو کر زندہ رہا کرتی ہیں۔ پس وہ رعب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام میں بیان کیا گیا وہ آپ کے اصحاب کو عطا ہوا تھا ان سے لوگ راہیں پکڑتے تھے وہ لوگوں کی راہیں نہیں پکڑا کرتے تھے جس پر دنیا کا رعب آجائے اس کا نقشہ الٹ جاتا ہے چنانچہ ایسی باتیں جن کے متعلق پسماندہ قومیں کبھی سوچ بھی نہیں سکتیں کہ ہم یہ طرز اختیار کر سکتے ہیں لیکن جب وہ لوگ جن کا ان پر رُعب ہے وہ طرزیں اختیار کرتے ہیں تو پسماندہ قومیں ان کے رنگ میں رنگین ہو جاتی ہیں۔ مثلاً ایک زمانہ تھا جب ہمارے معاشرہ میں ٹنڈ کروانا یعنی استرے سے اچھی طرح سر مُنڈوا دینا ایک بہت ہی بے ہودہ چیز سمجھا جاتا تھا۔ اور جب قدامت پرست ماں باپ بعض دفعہ زبردستی اپنے بچوں کے سروں پر استرے پھروا دیا کرتے تھے تو بچے رویا کرتے تھے اور شرم کے مارے رومال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باندھ کر پھرتے تھے اس لئے کہ اُن کا دل کہتا تھا کہ یہ ایک بے ہودہ چیز ہے لیکن جب آزاد قوموں میں سے بعض نے اپنے سر مونڈے اور ٹنڈ کروا کر باہر نکلے تو یہی لوگ جو پہلے شرمایا کرتے تھے انہوں نے ان کی پیروی کرنی شروع کر دی۔ اور اپنے معاشرہ میں اسی طرح سر منڈوا کر پھرنے لگے تو اب یہ فخر کی بات ہے۔ ایک طرف ایک آزاد قوم ہے جس کا رُعب ہے۔ دوسری طرف ایک غلام ذہنیت ہے جو اس رعب کے تابع ہے اور چپ کر کے اسے اختیار کرتی چلی جاتی ہے کسی زمانہ میں کوئی آدمی یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ حلیہ بنا کر ہپیز کی طرح کوئی انسان اپنی سوسائٹی میں پھرے۔ بلکہ جس زمانہ میں انگریز قوم ایک خاص لباس پر غیر معمولی توجہ دیا کرتی تھی۔ یعنی اکڑے ہوئے کالر اور خاص قسم کی ٹائیاں اور خاص قسم کے ہٹس (HATS) تو یہ وہ لوگ ہیں جو اس زمانہ میں اس سے کم لباس کو جہالت سمجھتے تھے اور اپنی قوم کو حقارت سے دیکھا کرتے تھے اور کہتے تھے بھلا یہ بھی کوئی لوگ ہیں جو دنیا میں بس رہے ہیں اور شلواریں پہنی ہوئی ہیں بیوقوفوں کی طرح، اور چوغے پہنے ہوئے ہیں اور احمقانہ زندگی بسر کر رہے ہیں پگڑی کا تو تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن جب مغربی قوموں نے یہ باتیں شروع کیں تو انہوں نے حد سے زیادہ بے ہودہ اور لغو لباس اختیار کر لیا اور یہ اُن کے لئے فخر کا نشان بن گیا۔ انہوں نے آزادی سے یہ کیا ہے وہ غلام نہیں تھے۔ اُن کی آزادی نے ایک غلط رستہ اختیار کر لیا۔ انہوں نے آزادی کا مطلب یہ سمجھا کہ اب ہم آزاد ہیں دنیا جہان کی ہر ہیئت اختیار کرنے پر اور ہر گندگی اختیار کرنے پر اور ان کی آزادی جب اس رستے پر چلی تو غلام لوگوں نے اُن کی پیروی اُن رستوں پر بھی شروع کر دی۔

پس حقیقت یہ ہے کہ

دو نظریات کی جنگ

ہے اس کو سمجھنا پڑے گا۔ یا وہ رعب ہے جو تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا اور آپ کو ایک ایسا معاشرہ بخشا جو دنیا کے رُعب سے بے نیاز کر دیتا ہے اور یا وہ دُنیا کا رُعب ہے جو جہاں چاہے گا آپ کو لئے پھرے گا، کوئی اس میں مقام نہیں ہے، کوئی اس کی منزل نہیں ہے کوئی رُخ معیّن نہیں ہے۔ جس طرف وہ آزاد قومیں اپنے دماغ کے پھرنے کے نتیجہ میں پھر جانے کا فیصلہ کریں گی آپ لوگ ان کے پیچھے پیچھے پھریں گے۔ اور اس وقت وہ معاشرہ ایسی گندگی میں داخل ہو چکا ہے کہ سوائے دکھوں کے اس کا اور کوئی انجام نہیں رہا۔ ان قوموں میں اندرونی طور پر بڑی تیزی سے یہ احساس پیدا ہو گیا ہے کہ ہماری کوئی زندگی نہیں۔ لذتوں کی تلاش ان کو ایسی بھیانک جگہوں پر لے جا چکی ہے کہ وہاں لذتوں کی بجائے گندگی ہے اور اس کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا۔ مغربی قوموں نے اس آزادی کے نتیجہ میں لذت یابی کے ایسے ایسے خوفناک طریق سیکھے ہیں کہ انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ایک SADISM ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک جانوروں کی طرح کسی کو مارو نہیں اور تقریباً ادھ موا نہ کر دو اس وقت تک نہ جنسی لذت اس میں پیدا ہو سکتی ہے اور نہ اس میں پیدا ہو سکتی ہے اب لذت یابی کا ایک یہ تصور ہے۔ کچھ دیر SADISM پر رہے اب اس نے ایک اور شکل اختیار کر لی ہے کہ جب تک چھوٹے بچوں کو ہوس کا نشانہ نہ بناؤ اس وقت تک تمہیں کوئی جنسی لذت حاصل نہیں ہو گی۔ چنانچہ امریکہ کے موجودہ اعداد و شمار کے مطابق وہاں کی آبادی کے ۳۰ فیصد لوگ بچوں پر ظلم کرنے کی طرف مائل ہو رہے ہیں اور جو بچے ان کے مظالم کا شکار ہوتے ہیں وہ ہمیشہ کے لئے زندگی کی لذت کھو بیٹھتے ہیں۔ چنانچہ اس کے نتیجہ میں اُن کے پاگل خانے بھر رہے ہیں۔ اعصابی مریض دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں۔ جُرم بڑھتا جا رہا ہے لیکن اندھی تقلید کرنے والے اس خیال سے کہ یہ ماڈرن قومیں ہیں اُن کے پیچھے پیچھے بھاگے چلے جا رہے ہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ کے افراد کو تو سر اُونچا کر کے اُن کو اپنی طرف بلانا ہے کہ اِدھر آؤ ہم تمہیں تہذیب سکھاتے ہیں۔ تم غلط رستے پر چل رہے ہو۔ تمہاری راہیں غلط ہیں تم دنیا کے کیڑے بنتے چلے جا رہے ہو تمہیں اس کا کچھ فائدہ حاصل نہیں ہو گا اب ظاہر ہے اگر اس کی بجائے آپ خود ہی ان سے متاثر ہو جائیں ان سے شرمانے لگ جائیں اور یہ خیال اپنے اوپر غالب کر لیں کہ دنیا ہمارے متعلق کیا کہے گی تو پھر تو آپ دنیا کا کوئی کام نہیں کر سکیں گے۔ اس لئے میں احباب جماعت سے یہ کہتا ہوں کہ وہ اپنے

اندر احساس برتری پیدا کریں

اور اس حقیقت کو کبھی فراموش نہ کریں کہ اسلام کی جو آزادی ہے وہ دراصل اللہ کی غلامی میں ہے۔ یہ ایک ایسا لفظ ہے جو آزادی کے تصوّر کا خلاصہ پیش کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ تفصیلی جائزہ لے کر دیکھ لیں اس سے بہتر تعریف اور کوئی نہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے تم میری غلامی اختیار کرو تو تمام جھوٹے خداؤں سے تم آزاد ہو جاؤ گے۔ یہ غلامی تمہیں ہر دوسرے جذبہ اور ہر دوسرے نظریہ سے آزادی عطا کرے گی جب کہ خدا کی غلامی سے نکلنا نام ہے ہر دوسری چیز کی غلامی کا۔ یہ ہیں وہ دو نظریات جن کی آپس میں جنگ جاری ہے۔

میں نے آپ کو اس کے متعلق مختصراً بتایا ہے ورنہ گھنٹوں اس کی مثالیں دی جا سکتی ہیں کہ کس طرح خدا کی اطاعت کتنی ہی قسموں کی غلامیوں سے آزاد کرتی ہے اور کس طرح اللہ تعالےٰ کی اطاعت سے نکلنا انسان کو دنیا کا غلام در غلام بناتا چلا جاتا ہے۔ وہ رسموں کا غلام بن جاتا ہے، معاشرہ کا غلام بن جاتا ہے، پیٹ کا غلام بن جاتا ہے۔ نفسانیت کا غلام بن جاتا ہے۔ غرضیکہ غلامی کے تصوّر کی کوئی ایسی بھیانک چیز نہیں ہے جو اس میں نہ پائی جاتی ہو اس لئے صرف نام رکھ لینا تو آزادی نہیں کہلاتی اس میں کوئی حقیقت ہونی چاہیئے۔ اس وقت آپ کو دنیا میں جو آزاد قومیں نظر آ رہی ہیں وہ صرف خدا اور خدا کے تصوّر سے آزاد ہوئی ہیں۔ یہی ایک "آزادی" ہے جس نے ان کو دوسری چیزوں کا غلام بنا دیا ہے اور اس غلامی میں وہ دن بدن زیادہ جکڑی جا رہی ہیں اس لئے ضروری ہے کہ جن لوگوں نے ان کو آزاد کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے وہ

پہلے خود اپنی آزادی کی فکر کریں۔

اگر خدانخواستہ وہ خود ہی اپنے ہاتھوں میں رسم و رواج کی زنجیریں لیں گے اور ان کے پاؤں میں دنیاوی الائشوں کی بیڑیاں چلی جائیں گی تو ان قوموں کو کس طرح زندہ کریں گے۔ اس لئے سب سے اہم بات یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت میں داخل ہوں اور اس سے پیار کریں اور اس سے سچا تعلق جوڑیں۔ اس کے نتیجہ میں پھر وہ چیز نصیب ہوتی ہے جس کو بعض لوگ معجزہ کہتے ہیں یعنی خدا کا تعلق انسان کی عملی زندگی میں الٰہی نصرت بن کر داخل ہو جاتا ہے اور وہ نصرت انسان کو خود بھی نظر آنے لگتی ہے۔ آدمی یہ محسوس کرتا ہے کہ یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں ہے بلکہ ایک زندہ اور صاحبِ اقتدار ہستی میرے ساتھ ہے اور غیروں کو بھی وہ نصرت نظر آنے لگتی ہے۔

یہ وہ دوسرا حصہ ہے اس مضمون کا جسے روحانیت کہتے ہیں۔ روحانیت کے بغیر آپ مادیت کا مقابلہ نہیں کر سکتے جب تک آپ اس یقین کے ساتھ زندہ نہیں رہتے کہ خدا میرے ساتھ ہے، وہ مجھ سے پیار کرتا ہے، خدا ایک صاحب اقتدار ہستی ہے جو میرے لئے دنیا میں تبدیلیاں پیدا کر سکتی ہے اور کرتی ہے، دنیا جو چاہے کرے لیکن خدا میری حفاظت فرمائے گا اس وقت تک دنیا میں روحانی انقلاب بپا نہیں کیا جا سکتا۔ یہ وہ حقیقت ہے جو انسان کے مقاصد کو واضح اور اس کی کامیابی کے سامان پیدا کیا کرتی ہے۔ اس کا پہلا قدم انسان کے اپنے

نفس کی آزادی

ہے یعنی خدا کی غلامی میں آ جانا پہلا قدم ہے۔ تقویٰ کی حفاظت کرنا یعنی اللہ کی یاد کو اپنا اوڑھنا بچھونا اور کھانا پینا سب کچھ بنا لیا جائے اور ہر چیز پر خدا تعالےٰ کو فضیلت دی جائے یہ وہ چیزیں ہیں جو بندہ خدا کے حضور پیش کرتا ہے لیکن خدا ان چیزوں کو سمیٹ کر نہیں بیٹھ جاتا۔ خدا اپنے ان بندوں پر اپنی قدرتیں ظاہر کرتا ہے، اُن سے محبت اور پیار کا سلوک فرماتا ہے، ان کو تقویت دیتا ہے، ان کو حوصلے بخشتا ہے، ان کی نگاہوں کو حقیقی آزادی عطا کرتا ہے۔ پھر ان کے لئے کوئی جھجک نہیں رہتی وہ کوشش کر کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آزاد نہیں ہوتے بلکہ آزادی اُن کی فطرت بن جاتی ہے۔ دنیا جن چیزوں کو بہت پسند کرتی ہے اور ان میں لذتیں ڈھونڈتی ہے انکو ان چیزوں میں حقارت کے سوا کچھ نظر نہیں آتا، گندگی کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ ایسے انسانوں کے جو باخدا ہو جائیں نظریئے بدل جاتے ہیں معیار بدل جاتے ہیں، ان کی آنکھیں ان کے وقت، ہر چیز میں فرق پڑ جاتا ہے۔

چنانچہ ایسے لوگ جب دنیا کی پیروی کرنے والوں کو دیکھتے ہیں تو کبھی ان کو وہم بھی نہیں آتا کہ پتہ نہیں ہم کیا چیز کھو بیٹھے ہیں اور کیا ان کو حاصل ہو رہا ہے۔ ان کے لئے تو وہی مثال ہے جس طرح مردار خور جانور کسی مردار پر بیٹھے ہوئے منہ مار رہے ہوں اور کوئی انسان پاس سے گزرے تو کیا کبھی وہ یہ سوچے گا کہ اوہ میں کس نعمت سے محروم ہوں، یہ تو اپنی مرضی کے مطابق ہر چیز کھا رہا ہے اس کی موجیں ہی موجیں ہیں، ہر گندگی سے بھی لذت پا رہا ہے تا مجھے بیچارے کو دیکھو میں محروم ہوں، جب تک خاص قسم کا کھانا نہ ہو میں کھا نہیں سکتا، جب تک حفظانِ صحت کے اصول کا خیال نہ رکھوں اس وقت تک بچ نہیں سکتا اور اس جانور کو دیکھو کتنا خوش نصیب جانور ہے۔ کبھی آپ کو اس قسم کا خیال نہیں آئے گا اس لئے کہ آپ کے معیار بدل چکے ہیں۔ آپ کے ذہن میں اگر خدا کا تصور موجود ہے تو آپ خدا کا شکر کریں گے کہ مردار خور جانوروں کی طرح ہمیں نہیں بنایا، ان گندگیوں سے پاک کیا، ہمیں پاک غذائیں عطا فرمائیں، ہمارے مذاق اونچے کئے۔ پس اہل اللہ بھی جب دنیاداروں کو دیکھتے ہیں تو ان کا طبعی ردِ عمل بھی یہی ہوتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو لذتیں عطا کرتا ہے ان کے ساتھ رہتا ہے ان کے لئے معجزے دکھاتا ہے۔

مجھے یاد آگیا کل ہی کی بات ہے ایک دوست نے مجھ سے یہاں یہ سوال کیا تھا کہ

معجزہ کیا ہوتا ہے

آپ نے اپنی زندگی میں کبھی کوئی معجزہ دیکھا ہے؟ میں نے اُن سے کہا تھا ایک معجزہ نہیں متعدد بلکہ بعض پہلوؤں سے ان گنت معجزے بھی کہہ سکتے ہیں جو میں نے دیکھے ہیں۔ جماعتی معجزے بھی ہیں، گزشتہ خلفاء کے معجزے بھی ہیں، میری اپنی ذات سے اللہ تعالیٰ کے معجزانہ سلوک بھی ہیں۔ انہوں نے کہا مجھے بھی کچھ بتائیں۔ چنانچہ میں نے اُن سے کہا بتانے کا یہاں سوال نہیں۔ جب بھی جماعت میں کوئی ایسا موقع آئے گا خطبات یا حسب حالات کچھ نہ کچھ انسان بیان کرتا رہتا ہے اور میں پہلے بھی بیان کرتا رہا ہوں لیکن اب یہ جو ذکر چلا معجزہ کا اور خدا کی اطاعت کا تو مجھے خیال آیا کہ احباب کو ایک ایسا واقعہ بتاؤں جس سے آپ کو اندازہ ہو کہ اطاعت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کس طرح انسان کو آزادیاں بخشتا ہے۔ اطاعت کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ دوسری چیزوں کو انسان کا غلام بنا دیتا ہے اور خدا کا یہ سلوک نظر آتا ہے

چنانچہ یہ جو اطاعت ہے ضروری نہیں کہ یہ براہ راست اللہ کی اطاعت ہو۔ یہ اطاعت بعض دفعہ خدا کے مقرر کردہ خلفاء کی یا ان کے مقرر کردہ امراء کی اطاعت ہوتی ہے، بعض دفعہ اُن امراء کے مقرر کردہ چھوٹے چھوٹے عہدیداروں کی اطاعت ہوتی ہے یہ بھی اللہ کی اطاعت بن جاتی ہے۔ اس لئے جب میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ اطاعت کرنا سیکھیں اور خدا کی اطاعت کرنا سیکھیں تو مراد صرف یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو فرمایا ہے وہی اطاعت ہے۔ خدا تعالیٰ کے نظام کو چلانے کے لئے جو بھی خدا کی طرف سے مقرر ہوتا ہے اس کی اطاعت بھی خدا کی اطاعت بن جاتی ہے۔ اس کے مقرر کردہ عہدیداران کی اطاعت بھی خدا کی اطاعت بن جاتی ہے۔ اور یہ مضمون آگے تک چلتا ہے یہاں تک کہ بعض لوگ تکبر سے یہ سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ یہ تو چھوٹا آدمی ہے ہم اس کی بات نہیں مانیں گے ہاں خلیفۂ وقت کی مان لیں گے، اس کی بیعت کی ہے۔ حالانکہ وہ اس روح کو سمجھتے نہیں ہیں کہ خلیفہ وقت کی پھر کیوں مانو گے وہ بھی تو ایک انسان اور حقیر انسان ہے پھر تم براہ راست خدا سے کہو کہ وہ تم سے کلام کیا کرے اور تمہیں براہ راست ہدایت دیا کرے۔ اگر تمہارے اندر اتنا تکبر ہے تمہاری اتنی شان ہے تو پھر خلیفہ وقت کے نمائندہ کی بات بھی نہ مانو بلکہ اس کی بھی نہ مانو، پھر نبی کی کیوں مانو گے وہ بھی تو ایک انسان ہے، پھر تو براہ راست اللہ سے مطالبہ ہونا چاہیئے کہ اے خدا! تو خود ہمیں بتا کہ کیا کرنا ہے، تب ہم مانیں گے ورنہ کسی انسان کی نہیں مانیں گے۔

اور اگر یہ حرکتیں کریں گے تو اسی کا نام قرآن کریم شیطنت اور ابلیسیت رکھتا ہے اس لئے جس اطاعت کے بدلہ پھل ملتا ہے۔ وہ

اطاعت کوئی معمولی چیز نہیں ہے

اس کے اندر بڑی گہری روح ہے۔ اس میں تو انسان سب سے پہلے اپنے نفس سے آزاد ہوتا ہے تب جا کر اطاعت کرتا ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ نفس کا غلام ہو اور اللہ کا مطیع ہو۔ یہ دونوں چیزیں آپس میں ٹکرا جاتی ہیں۔ چنانچہ میں آپ کو جو مثال دے رہا تھا کہ اطاعت آپ کو آزاد کر دیتی ہے دوسری چیزوں سے اور دوسری غلامیاں آپ کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کرنے دیتیں۔ یہ اس کی مثال ہے سب سے پہلے نفس کو پاک کرنا پڑیگا اپنے ضمیر کو آزاد کرنا پڑیگا کہ میں صرف اور صرف خدا کے سامنے جھکتا ہوں اور خدا کی نمائندگی میں اگر مجھ سے بہت ہی ادنیٰ آدمی بھی مجھ پر حاکم مقرر ہو تو میں اس کے سامنے بھی جھکوں گا۔ یہ ہے اسلامی اطاعت کی روح۔ اس کی اگر تربیت مل جائے تو اس اطاعت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ بعض دفعہ انسان کو بہت سے معجزات دکھاتا ہے اور یہ بتانے کے لئے اور یقین پیدا کرنے کے لئے کہ میری خاطر تم نے کیا ہے۔ میں تمہاری خاطر دنیا کو تمہارا غلام بناؤں گا۔ میں اس کی ایک چھوٹی سی مثال پیش کرتا ہوں

ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک وفد مشرقی پاکستان بھجوایا جس میں میں بھی شامل تھا وہاں سے واپسی پر مجھے کراچی میں ربوہ سے حضور کا فون پر یہ پیغام موصول ہوا کہ پہلی فلائیٹ پر یہاں پہنچ جاؤ۔ رپورٹ کا انتظار تھا۔ ہمارے بھائی صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب بھی تھے اور ہمارے ایک اور بھائی کرنل مرزا داؤد احمد صاحب جن کے ہاں ہم ٹھہرے ہوئے تھے انہوں نے فون پر پتہ کیا تو بتایا یہ گیا کہ اس دن کی ساری FLIGHT (FLIGHTS) پروازیں BOOKED ہیں صبح کی CHANCE پر کا تو سوال ہی نہیں اور جب انہوں نے پوچھا کہ کوئی جگہ مل سکتی ہے یعنی اتفاقاً کچھ لوگ رہ جاتے ہیں تو اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ اتنا RUSH ہے کہ CHANCE پر بھی سینکڑوں آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس جلوس کے آخر پر اگر ہم ان کا نام لکھ لیں تو پھر بھی شاید کئی دن کے بعد باری آئے۔ یہ اس وقت RUSH کی حالت تھی تو انہوں نے کہا پھر تو ربوہ جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تم چند دن ٹھہرو تمہاری سیٹ بک کروا دیتے ہیں جب باری آ گئی چلے جانا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کی یہ سوچ ہوگی ٹھیک ہے اور اس پر میں اعتراض نہیں کر سکتا۔ لیکن مجھے

حضرت صاحب کا حکم

ہے کہ تم نے کل ضرور پہنچنا ہے اس لئے میں نے تو ضرور جانا ہے۔ انہوں نے کہا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تم جا ہی نہیں سکتے۔ میں نے کہا سوال بشک نہ پیدا ہوتا ہو۔ میں نے ایرپورٹ پر جانا ہے کوشش کرنی ہے پھر اللہ کی جو مرضی، مگر یہاں میں چیلنج سے نہیں بیٹھ سکتا کہ خدا تعالیٰ کا خلیفہ مجھے حکم دے کہ تم پہنچو اور میں آپ کے ساتھ بیٹھا آرام سے انتظار کرتا رہوں کہ جو کوشش کرنی تھی کرلی CHANCE ہے وہ بھی خدا کے ہاتھ میں ہے کوشش تو کرنی چاہیئے۔ خیر میں جب صبح روانہ ہوا تو سب نے مذاق سے ہنس کر کہا کہ ہم تمہارا ناشتہ پر انتظار کریں گے۔ واپس آکر ناشتہ ہمارے ساتھ کرنا۔ میں ایرپورٹ پر گیا انہوں نے کہا سیٹ ملنے کا کوئی سوال ہی نہیں۔ میں نے کہا بہت اچھا نہیں ہے تو میں یہاں کھڑا رہتا ہوں۔ میں نے کہا CHANCE؟ انہوں نے کہا CHANCE کا بھی کوئی سوال نہیں۔ میں نے کہا کوئی حرج نہیں میں انتظار کرتا ہوں دیکھتا ہوں کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ میں ابھی انتظار کر رہا تھا کہ اتنے میں وہ جو رجسٹر ہوتا ہے وہ انہوں نے بند کیا اور CALL دی کہ جہاز چلنے والا ہے مسافر سوار ہونے کے لئے چلے جائیں۔ چنانچہ رجسٹر PACK کر کے روانہ ہو گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ایسا یقین ڈال دیا تھا کہ میں نے جانا ہی جانا ہے، میں وہیں کھڑا رہا ایک نوجوان لڑکا میرے پاس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوڑتے ہوئے آیا اور کہنے لگا آپ کو لاہور کے لئے ٹکٹ چاہیئے؟ میں نے کہا ہاں مجھے چاہیئے۔ کہنے لگا میرے نام کا ہے آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں میرے نام پر سفر کرتے ہیں۔ میں نے کہا نہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں نے اسی وقت اس کو پیسے دیئے باوجود اس کے کہ اعلان ہو چکا تھا کہ جہاز پرواز کرنے والا ہے رجسٹر وغیرہ PACK کر کے جہاز کے عملہ کے لوگ روانہ ہو چکے تھے۔ میں نے اس کو پیسے دیئے اور ٹکٹ لے لیا کیونکہ پاکستان میں اگر کوئی آدمی (INTERNAL FLIGHT) اندرونِ ملک پرواز کی میں جہاز MISS کرے تو اسے کافی جرمانہ ادا کرنا پڑتا ہے اس لئے وہ بے چارا گھبرایا ہوا تھا۔ خیر میں کھڑا تھا کہ اتنے میں جہاز کے عملہ کا ایک آدمی دوڑتے ہوئے آیا اور کہا ایک سواری کم ہے کوئی مسافر پیچھے تو نہیں رہ گیا۔ میں نے کہا میں ہوں۔ اس نے میرا سامان پکڑا اور کہا میرے ساتھ ہی جائیے گا۔ کیونکہ اب لگیج لوڈ کرنے کا وقت نہیں ہے۔ چنانچہ سوٹ کیس ہاتھ میں پکڑا اور ہم دوڑتے دوڑتے جہاز میں سوار ہوئے اور روانہ ہو گئے۔

اب یہ جو واقعہ ہے کوئی دنیادار آدمی ہزار کوشش کرے اس کو اتفاق ثابت کرنے کی۔ لیکن جس پر گزرا ہو وہ اسے کیسے اتفاق سمجھ سکتا ہے اس کو ؟

سو فیصدی یقین

ہے کہ ان سارے واقعات کی یہ (CHAIN) زنجیر جو ہے۔ یہ اطاعت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک انعام تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بتانا چاہا تھا کہ یہ ہوائی جہاز اور ان کے عملہ وغیرہ کی کوئی حیثیت نہیں۔ تم اگر میرے غلام بنتے ہو تو میرے تمہارے غلام بن جائیں گے۔ تمہارے لئے حالات تبدیل کئے جائیں گے۔ بظاہر یہ ایک چھوٹی سی بات تھی لیکن جس کے ساتھ یہ بات گزرے اس کی زندگی پر یہ بہت گہرا اثر ڈالتی ہے اتنا گہرا اثر کہ ہمیشہ کے لئے دل پر اللہ کا پیار اور اس کا احسان نقش ہو جاتا ہے۔

پس میں آپ سے بھی یہ کہتا ہوں کہ آپ کیوں ان تجربوں میں سے نہیں گزرتے جب تک آپ ان تجربوں میں سے نہیں گزرتے آپ اللہ کو نہیں پا سکتے۔ اگر آپ اللہ سے تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو خدا تعالیٰ سے پیار اور محبت کا اتنا گہرا اور اتنا کامل اور اتنا غیر متزلزل تعلق پیدا کرنا پڑیگا۔ کہ دنیا کی کوئی صورت حال آپ کے ارادہ کو بدل نہ سکے۔ آپ عزت کے ساتھ سر اٹھا کر ہر جگہ گھومیں پھریں اور محسوس کریں کہ آپ آزاد ہیں اور یہ لوگ غلام ہیں۔

ایک دفعہ انگلستان میں

ایک بڑا دلچسپ واقعہ

ہوا وہاں ہر سال یکم جنوری کو لوگوں کی جو حالت ہوتی ہے وہ آپ نے سنی ہوگی۔ رات بارہ بجتے ہیں اور بے حیائی کا ایک طوفان سڑکوں پر امڈ آتا ہے۔ اس وقت ہر شخص کو آزادی ہوتی ہے وہ جس کو چاہے گلے لگائے اور پیار کرے خواہ وہ کتنا گندا ہی کیوں نہ ہو اس کے منہ سے شراب کی بدبو آتی ہو یا اور کئی قسم کی غلاظتیں لگی ہوں۔ خیر رات کے بارہ بج رہے تھے میں بوسٹن کے ریلوے اسٹیشن پر گاڑی کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں وہاں کسی کام کے لئے گیا ہوا تھا اس وقت فارغ ہو کر واپس گھر جا رہا تھا تو جس طرح دوسرے احمدیوں کو یہ خیال آتا ہے کہ ہم سال کا نیا دن نفل سے شروع کریں۔ اسی طرح مجھے بھی یہ خیال آیا۔ چنانچہ میں نے وہاں نفل پڑھنے شروع کر دیئے۔ کچھ دیر کے بعد مجھے یہ احساس ہوا کہ میرے پاس ایک آدمی کھڑا رو رہا ہے اور رو بھی اس طرح رہا ہے جس طرح بچے ہچکیاں لے لے کر روتے ہیں۔ میں اگرچہ اس حالت میں نماز پڑھتا رہا لیکن تھوڑی سی DISTURBANCE ہوئی کہ یہ کیا کر رہا ہے جب میں نماز سے فارغ ہوا تو جب میں اٹھ کر کھڑا ہی ہوا تھا تو وہ دوڑ کر میرے ساتھ لپٹ گیا اور میرے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ میں نے کہا کیا بات ہے میں تو آپ کو جانتا نہیں۔ اس نے کہا آپ نہیں مجھے جانتے۔ لیکن میں آپ کو جان گیا ہوں۔ میں نے کہا آپ کا کیا مطلب ہے۔ اس نے کہا کہ سارا لنڈن آج نئے سال کے آغاز پر خدا کو بھلانے پر تلا ہوا ہے اور ایک آدمی مجھے ایسا نظر آ رہا ہے جو خدا کو یاد رکھنے پر تلا ہوا ہے میں کیسے آپ کو نہ پہچانوں۔ غرض اس چیز نے اس پر اتنا گہرا اثر کیا کہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے وہ بچوں کی طرح ہچکیاں لے لے کر رونے لگ گیا۔

پس

آپ کی اصل آزادی

خدا کی یاد میں ہے۔ دوسری ساری دنیا غلام ہے اپنے رسم و رواج کی، شیطانیت کی، جنسیات کی اور اپنی ہوا و ہوس کی۔ لیکن یہ آپ ہیں جنہوں نے خود بھی آزادی سے پھرنا ہے اور ان لوگوں کو بھی آزادی بخشنی ہے۔ اگر آپ ان کے معاشرہ سے متاثر ہو گئے اور ان کے غلام بن گئے تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ کون نام لیوا ہوگا جو ان کو آزادی بخشے گا۔ آپ ہی نمائندہ ہیں اس لئے عظمت کردار پیدا کریں۔ اپنے اللہ سے تعلق جوڑیں۔ وہ آپ کے لئے پھر معجزے دکھائے گا۔ پھر آپ کو یہ پوچھنا نہیں پڑے گا کہ معجزہ کیا ہوتا ہے پھر آپ لوگوں کو یہ بتائیں گے کہ معجزہ کیا ہوتا ہے۔ اس لئے یہ جو مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں سنگِ بنیاد رکھنے کا دن ہے اس کو اپنے لئے فیصلہ کن دن بنائیں یہ عہد کریں کہ اب چاہے باہر سے کوئی مبلغ آئے یا نہ آئے آپ اسلام کے لئے مبلغ بنیں گے۔ آپ نے ان لوگوں کی کایا پلٹنی ہے۔ آپ نے ان کے معاشرہ میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں۔ آپ نے ان سے آزاد رہ کر پھرنا ہے۔ اپنی عورتوں کو سنبھالیں۔ اپنی بچیوں کو سنبھالیں۔ ان کے چہرے پر ان کی نظروں میں بعض دفعہ ایسی بے اعتنائی نظر آتی ہے کہ جس سے انسان ڈرتا ہے۔ ایک ایسا اطمینان نظر آتا ہے دنیا پر، اور دین سے ایسی لاپرواہی نظر آتی ہے کہ وہ مستقبل کے معاملہ میں انسان کو خوفزدہ کر دیتی ہے۔ اصل اطمینان وہی ہے جو دین کی پیروی کے نتیجہ میں حاصل ہوتا ہے جو لوگ دنیا پر مطمئن ہونے لگ جائیں خدا اور خدا کا دین ان کے ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔ وہ پھر اپنے لئے کوئی اور خدا بنا لیتے ہیں اس لئے اپنے بچوں کی حفاظت کریں، اپنی بیویوں کی، اپنی بیٹیوں کی اپنی بہنوں کی حفاظت کریں۔ اپنی ماؤں کو سمجھانا پڑے تو ان کو بھی سمجھائیں کہ تم خدا کے ہو کر رہو، اللہ سے پیار کرو اور اس بات کی حفاظت کرو کہ خدا تمہیں کبھی کسی اور کی غلامی میں نہ جانے دے۔

تم سب دعائیں کرو

کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ ساری چیزیں دعاؤں سے ملتی ہیں۔ اب تمہیں بہت کثرت سے دعائیں کرنی پڑیں گی۔ آج میں نے بھی بہت دعا کی ہے خاص طور پر آپ سب کے لئے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو جس کا آج سنگِ بنیاد رکھا جانے والا ہے ایسے لوگوں سے آباد کرے جو مسجد کی آبادی کا حق رکھتے ہیں جن کو مسجدیں آباد کرنا آتا ہے۔ جن پر خدا کے پیار کی نظریں پڑتی ہیں، اور دن بدن یہ آبادی بڑھتی رہے اور جلد وہ وقت آئے جب یہ مسجد آپ کو چھوٹی نظر آنے لگے۔ پھر یہ فکر پیدا ہو کہ اس مسجد کو کس طرح بڑھانا ہے۔ اس لئے اب اس مسجد کے سنگِ بنیاد رکھنے کے وقت سے آپ سب کی ذمہ داری غیر معمولی طور پر بڑھ گئی ہے۔ اب آپ ہی یہاں خدا کے نمائندہ ہیں۔ آپ ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا کی عبادت کا حق ادا کرنا ہے اور عبادت کو قائم رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات

(۱۵-۱۶-۱۷ نبوت ۱۳۶۲ ہش / نومبر ۱۹۸۳ء)

سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات روحوں میں ایمان کی ایک نئی حلاوت حاصل کرنے کا نام ہے۔ ہر احمدی اس امر کا بھوکا اور حریص ہوتا ہے کہ اسے کسی طرح اپنے پیارے آقا کی ایک جھلک دیکھنے کو مل جائے۔ حضور کے مقدس الفاظ سننے کا موقع میسر آ جائے اور اسے اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہے اور اگر تفصیلی ملاقات کی سعادت ملے تو وہ اسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سعادتوں اور مسرتوں کا خزانہ ہاتھ آنے سے تعبیر کرتا ہے۔ اس دولت کو حاصل کرنے کے لئے احمدیوں کی بڑی تعداد حضور سے ملاقات کی اجازت حاصل کرکے ربوہ آتی اور ملاقات کا شرف پاتی ہے۔

مورخہ ۱۵-۱۶- اور ۱۷ر نومبر کے تین ایام میں مجموعی طور پر ۸۴۲ - افراد نے حضور سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ان میں انفرادی طور پر حضور سے ملاقات کرنے والے ۱۵۶ تھے جبکہ ۶۸۴ احباب نے اجتماعی ملاقات کی سعادت پائی۔ ۲ دفتری ملاقاتیں ہوئیں۔

ان تین دنوں میں حضور کی خدمتِ اقدس میں مجموعی طور پر ۱۵۰۸ خطوط موصول ہوئے جن میں ۱۱۲۵ خطوط اندرون پاکستان سے۔ ۲۵۹ خطوط بیرون پاکستان سے اور ۱۲۴ خطوط دفاتر جماعت احمدیہ سے موصول ہوئے۔ ان دنوں میں حضور کی طرف سے مجموعی طور پر ۱۳۵۹ خطوط لکھے گئے۔ جن میں بعض پہلے سے آئے ہوئے خطوط کے جوابات بھی شامل تھے اور بعض خطوط حضور کی طرف سے مختلف معلومات کی فراہمی اور جماعتی دفاتر کو ہدایات دینے پر مشتمل تھے۔ ان میں سے ۲۲۶ خطوط جماعتی دفاتر کو لکھے گئے۔ ۷۴۸ خطوط حضور کی ہدایت پر پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف سے روانہ کئے گئے اور ۳۷۷ خطوط خود حضور کے دستخط سے روانہ کئے گئے۔ ان ایام میں آٹھ تاریں بھی روانہ کی گئیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کو اپنے فضل اور رحم سے صحت و تندرستی سے رکھے اور عمر دراز عطا کرے۔ آمین!

درخواست دعا

● محترم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری چند دنوں سے پھر دل کی تکلیف سے بیمار ہو گئے ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب کرام سے محترم مولوی صاحب کی صحتیابی کے لئے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

(خان محمد ٹیچر ربوہ)

ہر قسم کی عمارتی لکڑی
دیودار، کیل، چیل
پڑتل
کیلئے ہمارے ہاں
رجوع فرمائیں
سٹار ٹمبر سٹور
۵۳ فیروز پور روڈ
بالمقابل تھانہ اچھرہ لاہور
فون ۴۱۰۶۱۷

شالوں کی مشہور دکان
الفردوس
شال ہاؤس
۸۵ - انارکلی لاہور
الفردوس شال ہاؤس
لاہور فون ۳۲۴۴۸

فون ملز ۲۷۹۴۶ فون آفس ۲۲۴۸۳
سفینہ اینڈ سٹرز لمیٹڈ
مقبول روڈ - فیصل آباد
● امپورٹر ● ایکسپورٹر
لون، وائل، پردہ کلاتھ، پالین
● جاذب نظر ● دیدہ زیب
● ہر گھر کی پسند
آفس
مندر گلی ریل بازار فیصل آباد

کڈنی سٹون کورس (40 روزہ) 150/-
Kidney Stone Course
گردہ مثانہ کی جملہ ادویات کا لٹریچر و نرخنامہ فری
یورالوجی کیور سنٹرز
لاہور: کیور ٹیو سٹورز اینڈ ڈسپنسر اچھرہ شاپنگ سنٹر
لاہور: مینٹر میڈیکوز، چوک میو ہسپتال
لاہور: بزی بی کیمسٹ کمرشل بلڈنگ مال روڈ چوک انارکلی
لاہور: خان برادرز میڈیکل اینڈ جنرل سٹورز نزد نہر چوک شیلپورہ
لاہور: افضل میڈیکل سٹور، ملتان روڈ چوک تیم خانہ
فیصل آباد: کریم میڈیکل ہال گول امین پور بازار
ملتان: الطاف میڈیکل ہال صدر بازار
سرگودھا: العزیز میڈیکوز چوک سبزی منڈی
ہر ضلع میں یورالوجی کیور سنٹر بننے کیلئے باحیثیت پارٹیاں رجوع فرمائیں
کیور ٹیو میڈیسن کمپنی (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ فون 6

احمد موٹرز
فون نمبر ۴۰۴۴۵ گھر ۴۵۱۴۳
آٹو موبائل انجینئرز
● جرمن اور جاپانی گاڑیوں کی مرمت کا خصوصاً اعلیٰ انتظام
● گاڑیوں کی اطمینان بخش ○ اوور ہالنگ ○ ڈنٹنگ ○ پینٹنگ الیکٹرک ○ ویل بیلنسنگ ○ ویل الائنمنٹ کیلئے رجوع فرمائیں۔
عنایت بازار اوجڑی کیمپ مری روڈ راولپنڈی

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ
ھُوَالنَّاصِر
کراچی میں
معیاری سونے کے معیاری زیورات خریدنے اور بنوانے کیلئے تشریف لائیں
الرؤف جیولرز
فون نمبر ۶۱۷۰۶۹
۱۶ - خورشید کلاتھ مارکیٹ
حیدری، شمالی ناظم آباد
کراچی

خدا تعالیٰ کے فضل سے بہترین رہائشی منصوبہ ٹاؤن کمیٹی سے منظور شدہ
شکور پارک ہاؤسنگ سکیم ربوہ
میں:
میٹھے پانی کی سہولت پہنچا دی گئی۔ پختہ سڑکیں۔ پلیاں۔ مین نالیاں پہلے ہی مکمل ہو چکی ہیں۔ ٹیلیفون و بجلی کی سہولت جلد مہیا ہو رہی ہے۔ سوئی گیس جون ۱۹۸۴ء تک بفضل تعالیٰ پہنچا دی جائے گی۔ شکور پارک میں رہائشی مکانات تعمیر ہو رہے ہیں۔ اچھی رہائش پرسکون ماحول نزد مسجد اقصیٰ و محلہ دارالرحمت شرقی ب کی چالیس فٹ سڑک پر واقع چنیوٹ ساہیوال روڈ کے اندر بطرف ربوہ۔ احباب اس بہترین رہائشی منصوبہ سے فائدہ اٹھائیں۔
نوٹ: الیاسط کالونی میں جن احباب نے خاکسار سے پلاٹ خرید کئے ہوئے ہیں وہ اپنا اپنا نشان ۳۱ر دسمبر ۱۹۸۳ء تک لے لیں: (فون: 416)
چیئرمین پراسٹر: حاجی عبدالسمیع ۱۶/۲۵ باسط منزل دارالرحمت شرقی ب ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خوبصورت اور مضبوط دانت
- جدید ترین طریقہ سے بغیر تالو کے لگائے جاتے ہیں۔
- ٹیڑھے اور بدصورت دانت خوبصورت کئے جاتے ہیں
- دانتوں کو ٹھنڈا پانی لگنا یا درد ہونیکا فوری علاج کیا جاتا ہے۔
شریف ڈنٹل کلینک
نزد مسجد اقصیٰ ربوہ
فون ۵۳۴
نظر اور دھوپ کی عینکوں کیلئے
شبیر آپٹیکل سروس

مجید ٹاؤن رہائشی منصوبہ نزد مسجد اقصیٰ ربوہ
- باقاعدہ منظور شدہ • ہر نقص سے پاک
چوہدری عبدالمجید وڑائچ ایڈووکیٹ فیکٹری ایریا ربوہ

جدید فیشن کے مطابق
- سونے کے جڑاؤ اور سادہ زیورات اور
- چاندی کے خوشنما برتن ٹی سیٹ وغیرہ کیلئے
فون ۵۲۶۲۳، ۶۳۸۵۱
فرحت علی جیولرز
کمرشل بلڈنگ شاہراہ قائداعظم
لاہور

انگریزی ادویات و ٹیکہ جات ہر قسم
کنٹرول ریٹ پر اور بارعایت
بہتر تشخیص و مناسب علاج
کریم میڈیکل ہال
گول امین پور بازار ۔ فیصل آباد

آپ جب جلسہ سالانہ پر تشریف لائیں تو
گلشن بکری نزد ایوان محمود کو ضرور یاد رکھیں!

قائم شدہ : ۱۹۱۱ء
دواخانہ حکیم نظام جان
نرینہ اولاد سے محروم بے اولاد، اٹھرا کی شکار دکھی عورتوں کے لئے
حکیم انوار احمد جان ابن حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ فون: ۷۳۹۹۷، پوسٹ بکس: ۲۲۲
ایجنسیز: فون ۵۵۸
دواخانہ حکیم نظام جان، اقصیٰ چوک ربوہ
جلیل دواخانہ، شیخوپورہ
محبوب یونانی دواخانہ مین بازار کبیر والا

نیا سامان ۔ رعایتی کرایہ پر
مناسب کرایہ ۔ ہر قسم کا دعوتی سامان ۔ شامیانے ۔ قناتیں
- کرسیاں اور کراکری رعایتی کرایہ پر حاصل کریں
بہتر خدمت ۔ سادات ٹینٹ سروس اقصیٰ روڈ ربوہ

بہتر ورائٹی
اے خدا!
ہمیں مرکز سلسلہ میں بسنے والے بھائیوں کی
بہترین خدمت کرنے کی توفیق دے ۔ آمین
شاہ جی ٹینٹ سروس اینڈ ٹریڈرز
(اقصیٰ چوک کالج روڈ ربوہ)
پروپرائٹرز۔ ظہور احمد شاہ، امتیاز حسین شاہ
پسران سید اقبال حسین شاہ ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر
ناظم تیوار
ہم پر نئی

خدا کے فضل سے
نرینہ اولاد سے محروم ۔ بے اولاد ۔ مرض اٹھرا کی
★ دکھی بہنوں کا تسلی بخش علاج ★
حبوب اکسیر اٹھرا
قیمت ۱۰۰ گولی
حکیم محمد طفیل ساقی صدر طبیہ کمیٹی تحصیل تونسہ گولبازار ربوہ

ھو الناصر
اعلیٰ معیار کے زیورات خریدنے اور بنوانے کیلئے
الکریم جیولرز
ایئر کنڈیشنڈ
فون: ۶۸۵۵۱۱
بازار فیصل
کریم آباد (چورنگی) کراچی
پروپرائٹرز: میاں عبداللطیف شاہ کوٹی اینڈ سنز

ضرورت ہے
نور ہسپتال النور سوسائٹی فیڈرل بی ایریا کراچی کیلئے مندرجہ سٹاف کی فوری ضرورت ہے۔
مڈوائف : ۲ ٹرینڈ یا تجربہ کار
آیا : ۲ ترجیحاً ہسپتال میں کام کا تجربہ
باورچی (COOK) : ۱
آیا اور مڈوائف کیلئے ایک کمرہ کی رہائش ڈیوٹی روم کے طور پر دی جائیگی
جماعتی تصدیق کے ساتھ درخواستیں بھجوائیں یا تصدیق ہمراہ لاکر خود ملیں
ڈاکٹر زبیدہ طاہر
انچارج نور ہسپتال

آپ کو معلوم ہو کہ
ہمارے دواخانہ
میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز
کا نام اب:
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
زیر نگرانی: حکیم عبدالحمید جانشین و فرزند حضرت حکیم نظام جان
ہو چکا ہے
خدمت کی راہوں پر رواں دواں: دیرینہ خادم
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون: ۷۴۸۴۴
بالمقابل ایوان محمود، ربوہ، فون: ۶۳۸
۷۱۔ سویٹ ہوم لینڈ ماڈل کالونی کراچی ۲۷ ۔ چک سیدہ زینب کا ضلع سیالکوٹ